85115 ـ بڑی عمر کے شخص کی رضاعت سے حرمت میں اختلاف

سوال

کیا کسی غیر محرم بڑے شخص کو دودھ پلانا جائز ہے، اور یہ کس طرح جائز ہو گا حالانکہ اس سے مصافحہ کرنا اور دیکھنا حرام ہے ؟
اور میں نے ایك حدیث سنی ہے اس کا معنی کیا ہے حدیث یہ ہے:
ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہا:
اللہ کی قسم میرا دل راضی نہیں کہ مجھے وہ بچہ دیکھے جو دودھ پینے سے مستغنی ہو چکا ہے، تو عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کہنے لگیں، وہ کس لیے ؟
سہلہ بنت سہیل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم میں ابو حذیفہ کے چہرے پر سالم کے آنے کی وجہ سے ناراضگی نہیں دیکھنا چاہتی.
تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
تم اسے دودھ پلا دو، تو اس نے عرض کیا: وہ تو داڑھی والا ہے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے دودھ پلا دو ابو حذیفہ کے چہرے سے ناراضگی ختم ہو جائیگی "
کیا یہ حالت سالم کے لیے خاص تھی، میں نے سنا ہے کہ بعض علماء کہتے ہیں کہ اس نے ایك برتن میں دودھ نکال کر سالم کو پلایا تھا، لیکن رضاعت کا معنی تو یہ ہے کہ پستان منہ میں ڈال کر چوسا جائے، اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اس عورت نے اس کو عجیب جانا کہ وہ تو داڑھی والا ہے اسے کیسے دودھ پلاؤں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

حرمت ثابت کرنے والی رضاعت پستان سے منہ لگا کر دودھ پینے پر موقوف نہیں، بلکہ اگر کسی برتن میں دودھ نکال کر بچے کو پلا دیا جائے تو بھی جمہور علماء کے قول کے مطابق یہ رضاعت معتبر شمار ہوتی ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اور ناک کے ذریعہ دودھ پلانا اور پستان کو منہ لگائے بغیر بچے کے حلق میں دودھ ڈال دینا بھی رضاعت کی طرح ہی ہے.

السعوط: ناک کے ذریعہ خوراک دینا، اور الوجور: حلق میں دودھ ڈالنے کو کہتے ہیں.

اور ان دونوں طریقوں سے حرمت ثابت ہونے کی روایت میں اختلاف ہے: دونوں روایتوں میں صحیح ترین یہی ہے کہ اس سے بھی اسی طرح حرمت ثابت ہو جاتی ہے جس طرح رضاعت سے ثابت ہوتی ہے.

شعبی اور ثوری اور اصحاب الرائے کا یہی قول ہے، اور حلق میں ڈالنے کے متعلق امام مالک بھی یہی کہتے ہیں.

اور دوسری روایت یہ ہے کہ: اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، ابو بکر نے یہی اختیار کیا ہے، اور داود کا یہی مسلک ہے، اور عطاء خراسانی ناک کے ذریعہ دودھ کی خوراک لینے کے متعلق کہتے ہیں یہ رضاعت نہیں، بلکہ اللہ تعالی اور اس کے رسول نے رضاعت سے حرمت ثابت کی ہے.

اس کی حرمت کی دلیل عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما کی یہ روایت ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" رضاعت وہی ہے جس سے ہڈی پیدا ہو اور گوشت بنے "

اسے ابو داود نے روایت کیا ہے.

اور اس لیے بھی کہ یہ اس طریقہ سے بھی دودھ وہی پہنچتا ہے جہاں رضاعت کے لیے پہنچتا ہے، اور اس طرح خوراک لینے سے بھی گوشت بنتا اور ہڈی بنتی ہے جس طرح پستان سے رضاعت میں پیدا ہوتی ہے، اس لیے اسے حرمت میں بھی برابر ہونی چاہیے " انتہی بتصرف

دیکھیں: المغنی (8 / 139).

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جب دودھ ایک ہی بار برتن میں نکال لیا جائے یا پھر کئی بار نکالا جائے اور پھر اسے پانچ اوقات میں بچے کو پلایا جائے تو یہ پانچ رضاعت ہونگی، اور اگر ایک ہی وقت میں پلا دیا جائے تو یہ ایک شمار ہو گی، کیونکہ بچے کے پینے کا اعتبار ہو گا، اور اسی سے حرمت ثابت ہو گی، اس لیے اس کا متفرق اور اجتماع کے فرق کا اعتبار کریں " انتہی

دیکھیں: الکافی (5 / 65).

دوم:

جمہور علماء و فقہاء كے قول كے مطابق بڑے آدمى كو دودھ پلانے سے رضاعت كى حرمت ثابت نہيں ہوتى، بلكہ معتبر رضاعت دو برس كى عمر تك ہوتى ہے.

ام سلمہ رضى اللہ تعالى عنہا بيان كرتى ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" وہى رضاعت حرمت پيدا كرتى ہے جس سے انتڑياں بھريں اور دودھ چھڑانے كى عمر ميں سے قبل ہو"

سنن ترمذى حديث نمبر (1072) اور سنن ابن ماجہ حديث نمبر (1936).

حديث ميں نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے فرمان: " في الثدى " كا معنى رضاعت كى مدت ہے.

امام ترمذى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" يہ حديث حسن صحيح ہے، اور اكثر اہل علم اور صحابہ كرام رضى اللہ عنہم وغيرہ كا اسى پر عمل ہے، كہ رضاعت وہى حرمت ثابت كرتى ہے جو دودھ چھڑانے كى عمر دو برس سے قبل ہو، اور مكمل دو برس كے بعد رضاعت كچھ حرام نہيں كرتى " علامہ البانى رحمہ اللہ نے الارواء الغليل حديث نمبر (2150) ميں اسے صحيح قرار ديا ہے اھـ

اور صحيح بخارى و مسلم ميں عائشہ رضى اللہ تعالى عنہا سے مروى ہے وہ بيان كرتى ہيں:

" رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم ميرے ہاں تشريف لائے تو ميرے پاس ايك شخص بيٹھا ہوا تھا آپ نے فرمايا:

عائشہ يہ كون ہے ؟

تو ميں نے عرض كيا: يہ ميرا رضاعى بھائى ہے، آپ صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" اے عائشہ ديكھو كہ تمہارے بھائى كون ہيں، كيونكہ رضاعت بھوك سے ہوتى ہے "

صحيح بخارى حديث نمبر (2453) صحيح مسلم حديث نمبر (1455).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح البارى ميں لكھتے ہيں:

" معنى يہ ہے كہ تم ذرا غور كرو كہ ايسا ہوا ہے آيا يہ رضاعت صحيح ہے اور اس ميں رضاعت كى شروط پائى جاتى ہيں، كہ يہ رضاعت مدت ميں ہو اور اس كى مقدار بھى پورى ہو كيونكہ جس رضاعت سے حكم ثابت ہوتا ہے وہى رضاعت ہے جس ميں شرطيں مكمل ہوں.

المھلب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس کا معنی یہ ہے کہ: عورتیں دیکھیں کہ اس اخوت یعنی بھائی ہونے کا سبب کیا ہے، کیونکہ رضاعت کی حرمت تو صغر سنی میں ہوتی ہے حتی کہ رضاعت بھوک کو مٹا دے .

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان:

" رضاعت تو بھوک سے ہوتی ہے "

اس میں علت بیان ہوئی ہے کہ جو غور و فکر اور تدبر کا باعث ہے، کیونکہ رضاعت نسب ثابت کرتی ہے اور دودھ پینے والے بچے کو محرم بناتی ہے اور یہ قول: " المجاعۃ " یعنی جس رضاعت سے حرمت ثابت ہوتی ہے اور عورت کے ساتھ خلوت حلال کرتی ہے وہ اس حالت میں ہے کہ جب بچے کی بھوک دودھ سے ختم ہوتی ہو.

کیونکہ کا معدہ کمزور ہونے کی بنا اس کے لیے صرف دودھ ہی کافی ہوتا ہے، اور اس دودھ سے اس کا جسم نشو و نما پاتا ہے تو اس طرح وہ دودھ پلانے والی عورت کا ایک جزء بن جاتا ہے، اس طرح وہ حرمت میں اس کی اولاد کے ساتھ شریک ہو جاتا ہے.

گویا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے:

" معتبر رضاعت وہ ہے جو بھوک مٹائے، یا بھوک سے خوراک پوری کرتی ہو " انتہی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آثار ملتے ہیں کہ بڑے شخص کی رضاعت مؤثر نہیں ہوتی ان میں درج ذیل روایات شامل ہیں:

1 ۔ ابو عطیہ الوادعی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما کے پاس آیا اور عرض کی:

میرے ساتھ میری بیوی تھی تو اس کا دودھ پستان میں رک گیا میں اسے نکالنے کے لیے منہ سے چوستا اور باہر پھینک دیتا، میں ابو موسی رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس گیا اور اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا:

وہ تم پر حرام ہو گئی ہے.

راوی بیان کرتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ اٹھے اور ہم بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور ابو موسی رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس گئے اور کہنے لگے:

آپ نے اسے کیا فتوی دیا ہے ؟

تو انہوں نے جو فتوی دیا تھا وہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کو بتایا تو ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ اس آدمی کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگے:

کیا آپ اس کو دودھ پینے والا بچہ سمجھتے ہیں ؟

بلکہ رضاعت تو وہ ہے جس سے گوشت بنے اور خون پیدا ہو (یعنی جسم نشو و نما پائے)

تو ابو موسی رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے: جب تمہارے اندر یہ عالم موجود ہیں تو پھر مجھ سے کوئی سوال مت دریافت کیا کرو "

اسے عبد الرزاق نے مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر (13895) (7 / 463) میں روایت کیا ہے.

اور سنن ابو داود میں ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما سے یہ الفاظ مروی ہیں:

" رضاعت وہ ہے جو ہڈی مضبوط کرے اور گوشت بنائے تو ابو موسی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: جب تم میں یہ عالم موجود ہوں تو مجھ سے سوال نہ کیا کرو "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2059) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

2 ـ امام مالك رحمہ اللہ نے موطا میں نافع سے روایت کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا:

" رضاعت وہی ہے جس نے بچپن میں رضاعت کی اور بڑے کی رضاعت نہیں ہے "

موطا امام مالك (2 / 603).

3 ـ موطا میں ہی عبد اللہ بن دینار رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

ایك شخص عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس آیا اور میں بھی دار القضاء کے پاس ان کے ساتھ تھا، وہ شخص بڑے آدمی کی رضاعت کے متعلق دریافت کرنے لگا تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا:

" ایك شخص عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس آیا اور عرض کی: میری ایك لونڈی ہے اور میں اس سے وطئ کرتا ہوں تو میری بیوی نے اسے دودھ پلا دیا، اور میں جب اس لونڈی کے پاس گیا تو وہ کہنے لگی مجھ سے دور ہی رہو، اللہ کی قسم مجھے اس نے دودھ پلا دیا ہے.

تو عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

اپنی بیوی کو مارو، اور اپنی لونڈی کے پاس جاؤ، کیونکہ رضاعت تو بچے کی ہوتی ہے "

اس کی سند صحیح ہے.

اسی لیے ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" رضاعت کی بنا پر حرمت میں شرط یہ ہے کہ یہ رضاعت دو برس کی عمر میں ہو، اکثر اہل علم کا قول یہی ہے، اور عمر علی ابن عمر اور ابن مسعود ابن عباس اور ابو ہریرہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ باقی ازواج مطہرات سے بھی اسی طرح مروی ہے.

شعبی اور ابن شبرمہ اور اوزاعی، شافعی اور اسحاق، ابو یوسف اور محمد اور ابو ثور بھی یہی کہتے ہیں، اور امام مالك سے بھی ایك روایت یہی ہے، اور امام مالك سے مروی ہے کہ اگر ایك ماہ زائد ہو جائے تو جائز ہے، اور ایك روایت میں دو ماہ کا بھی ذکر ہے.

اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اڑھائی برس کی عمر میں رضاعت سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے کیونکہ اللہ کا فرمان ہے:

اس کا حمل اور دودھ چھڑانے کی عمر اڑھائی سال ہے .

یہاں پیٹ کا حمل مراد نہیں؛ کیونکہ یہ دو برس ہونگے بلکہ حمل فصال مراد ہے.

اور زفر کہتے ہیں رضاعت کی مدت تین برس ہے.

اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی رائے میں بڑے شخص کی رضاعت بھی حرمت کا باعث ہے، اور عطاء اور لیث اور داود سے بھی یہی مروی ہے " انتہی

دیکھیں: المغنی ابن قدامہ (8 / 142).

اس میں ایك اور بھی قول ہے کہ: بڑی عمر میں رضاعت اثرانداز ہو گی، عائشہ حفصہ رضی اللہ عنہما اور علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے، طبرانی نے اسے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور قاسم بن محمد و عروہ کی طرف منسوب کیا ہے.

اور عطا لیث بن سعد اور ابن حزم کا یہی قول ہے، اور داود ظاہری کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، اور مالکی حضرات میں سے ابن المواز اس کی طرف مائل ہیں "

دیکھیں: فتح الباری (9 / 148).

سوم:

بڑی عمر میں رضاعت مؤثر ہونے کے قائلین نے مسلم شریف کی درج ذیل حدیث سے استدلال کیا ہے:

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا غلام سالم ان کے ساتھ ان کے گھر میں رہتا تھا، تو سہلہ بنت سہیل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سالم جوان ہو چکا ہے، اور جس طرح مرد سمجھتا ہے سالم بھی وہی کچھ سمجھنے لگا ہے، اور وہ ہمارے پاس آتا جاتا ہے، میرے خیال میں ابو حذیفہ اس کے آنے سے ناراض ہوتے ہیں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم اسے دودھ پلا دو تم اس پر حرام ہو جاؤگی، اور ابو حذیفہ کے دل میں جو کچھ ہے وہ بھی ختم ہو جائیگا، تو اس نے دوبارہ آ کر بتایا کہ اس نے اسے دودھ پلایا تو ابو حذیفہ کے چہرے سے ناراضگی ختم ہو گئی "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1453).

اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے:

" وہ کہنے لگے: اسے تو داڑھی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اسے دودھ پلا دو ابو حذیفہ کی ناراضگی ختم ہو جائیگی "

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے منہ بولا بیٹا بنانے کی حرمت نازل ہونے سے قبل سالم کو منہ بولا بیٹا بنا رکھا تھا.

حدیث میں یہ بیان نہیں کیا گیا کہ سالم نے دودھ کس طرح پیا اور اسے دودھ کس طرح پلایا گیا، امام نووی رحمہ اللہ مسلم کی شرح میں رقمطراز ہیں:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: " تم اسے دودھ پلا دو "

قاضی کہتے ہیں: لگتا ہے کہ اس نے دودھ نکال کر سالم کو پلایا تھا، اور سالم نے سہلہ کے پستان کو نہیں چھویا اور نہ ہی اس کی جسم کو.

قاضی کا یہ قول بہتر اور اچھا معلوم ہوتا ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ ضرورت و حاجت کی بنا پر اسے چھونے کی بھی اجازت مل گئی ہو جس طرح بڑی عمر کا ہونے کے باوجود رضاعت کی اجازت ملی " واللہ اعلم انتہی

عائشہ اور حفصہ رضی اللہ تعالی عنہما نے اسی حدیث کو لیا اور وہ اسے سالم کے لیے خاص نہیں سمجھتیں، لیکن باقی ازواج مطہرات اس کا انکار کرتی ہیں.

مسلم شریف میں ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ وہ کہا کرتی تھیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری بیویوں نے اس رضاعت والے شخص کو اپنے پاس آنے سے انکار کر دیا، اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو کہنے لگیں:

اللہ کی قسم ہمارے خیال میں تو یہ سالم کے لیے خاص رخصت تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سالم کو دی تھی، لہذا اس رضاعت سے ہمارے پاس کوئی نہیں آ سکتا"

صحیح مسلم حدیث نمبر (1454).

ابو داود رحمہ اللہ نے ام المومنین عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا ہے کہ ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس نے سالم کو اپنا منہ بیٹا بنایا ہوا تھا اور اپنے بھائی کی بیٹی یعنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے شادی کی اور یہ ایک انصاری عورت کا غلام تھا، جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا، دور جاہلیت میں اگر کوئی شخص منہ بولا بیٹا بناتا تو لوگ اسے اس کی ولدیت دیتے اور اسے اس کی طرف منسوب کر دیتے اور اس کی وراثت کا بھی حقدار ٹھرتا، حتی کہ اللہ عزوجل نے اس کے متعلق حکم نازل کر دیا:

لے پالکوں کو ان کے (حقیقی) باپوں کی طرف نسبت کر کے بلاؤ اللہ کے نزدیک پورا انصاف یہی ہے، پھر اگر تمہیں ان کے (حقیقی) باپوں کا علم ہی نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں الاحزاب (5).

تو انہیں ان کے حقیقی باپوں کی طرف لوٹا دو، اور جس کے باپ کا علم نہیں تو وہ اس کا دینی بھائی اور دوست ہے.

چنانچہ سہلة بن سہیل بن عمرو قریشی عامری جو کہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم: ہم سالم کو اپنا بیٹا سمجھتے رہے ہیں، اور وہ میرے اور ابو حذیفہ کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا ہے، اور مجھے ایک ہی کپڑے میں دیکھتا ہے، اور اللہ عزوجل نے ان کے متعلق وہ حکم اتارا ہے جو آپ کو بھی علم ہے، لہذا اس کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: اسے دودھ پلا دو "

تو سھلہ نے اسے پانچ رضاعت دودھ پلا دیا اور اس طرح وہ اس کا رضاعی بیٹا بن گیا، اسی بنا پر عائشہ رضی اللہ تعالی عنھا اپنی بھانجیوں اور بھتیجیوں کو حکم دیا کرتی تھی کہ جنہیں عائشہ رضی اللہ تعالی عنھا دیکھنا چاہتی اور اسے اپنے پاس آنے کی اجازت دینا چاہتیں تو وہ انہیں دودھ پلا دیں چاہیے وہ بڑی عمر کا ہی ہوتا، اسے پانچ رضاعت دودھ پلاتیں اور پھر وہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنھا کے پاس جاتا تھا، لیکن ام سلمہ اور باقی سب ازواج مطہرات نے اس رضاعت سے اپنے پاس آنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا، حتی کہ وہ بچپن میں دودھ پیے تو پھر اجازت دیتی، اور وہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنھا کو کہا کرتی تھیں: ہمیں نہیں معلوم ہو سکتا ہے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے صرف سالم کے لیے خصوصی اجازت تھی "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2061) یہ حدیث صحیح ہے علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

سالم کے واقعہ والی حدیث کا جمہور یہ جواب دیتے ہیں کہ: یہ سالم کے ساتھ خاص ہے، جیسا کہ باقی ازواج مطہرات کا قول ہے، یا پھر یہ منسوخ ہے.

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان دونوں اقوال کو جمع کرتے ہوئے کہا ہے کہ: بڑی عمر میں رضاعت اثرانداز اور معتبر نہیں ہوتی، لیکن جب اس کی ضرورت و حاجت ہو تو پھر اثرانداز ہو گی.

الصنعانی رحمہ اللہ " سبل السلام " میں لکھتے ہیں:

" سھلہ اور اس کے معارض دوسری حدیث میں سب سے بہتر اور احسن جمع وہی ہے جو ابن تیمیہ کی کلام ہے ان کا کہنا ہے:

بچپن کی رضاعت ہی معتبر شمار ہو گی لیکن اگر اس کی ضرورت و حاجت ہو مثلا بڑے شخص کو کسی عورت کے پاس آنے کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو اور عورت کا اس سے پردہ کرنا مشکل اور مشقت کا باعث ہو جیسا کہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کے ساتھ سالم کا مسئلہ تھا، تو اس طرح کے بڑے شخص کو ضرورت و حاجت کی بنا پر دودھ پلایا جائے تو رضاعت مؤثر ہو گی، لیکن اس کے بغیر بچپن میں رضاعت ضروری ہے انتہی.

کیونکہ دونوں حدیثوں کے مابین جمع بہتر ہے، اور ظاہری طور پر خاص ہونے اور نہ ہی منسوخ ہونے کی وجہ سے بغیر کسی مخالفت کے اس حدیث پر عمل کرنا بہتر ہے " انتہی

دیکھیں: سبل السلام (2 / 313).

اور ابن قیم رحمہ اللہ بھی اسی جمع کی طرف گئے ہیں وہ کہتے ہیں:

" اسے منسوخ کہنے اور کسی معین شخص کے ساتھ مخصوص قرار دینے سے یہ بہتر ہے، اور دونوں اعتبار سے سب احادیث پر عمل کرنے کے زیادہ قریب ہے، اور شرعی قواعد و اصول بھی اس کے شاہد ہیں، اللہ ہی توفیق دینے والا ہے " انتہی

دیکھیں: زاد المعاد (5 / 593).

چہارم:

معاصرین اہل علم کا فتوی یہی ہے کہ بڑے شخص کی رضاعت کا کوئی فائدہ نہیں، شیخ ابن باز رحمہ اللہ اور مستقل فتوی کمیٹی کا بھی یہی فتوی ہے کہ یہ سالم کے ساتھ مخصوص تھا.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (21 / 41 - 102) اور مجموع فتاوی ابن باز (22 / 264).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا اختیار یہ ہے کہ یہ حدیث سالم کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ ہر اس شخص پر منطبق ہو گی جس کی حالت سالم جیسی ہو، اور اب ایسا ممکن نہیں، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے منہ بولا بیٹا بنانا حرام قرار دے دیا ہے، تو اس طرح اب یہ قول بھی جمہور کے قول سے متفق ہو جاتا ہے کہ اب بڑے شخص کی رضاعت سے حرمت ثابت نہیں ہو گی.

شیخ رحمہ اللہ " الشرح الممتع " میں کہتے ہیں:

" اور میرے نزدیک: بڑے شخص کی رضاعت مطلقا مؤثر نہیں، لیکن اگر ہم کوئی ایسی حالت دیکھیں ہر اعتبار سے ابو حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حالت جیسی ہو، لیکن اب اس وقت یہ ممکن نہیں کیونکہ منہ بولا بیٹا بنانا باطل کر دیا گیا ہے..

خلاصہ یہ ہوا کہ:

منہ بولا بیٹا بنانے کی حرمت کے بعد ہم کہتے ہیں: بڑے شخص کی رضاعت اثرانداز نہیں ہو گی، بلکہ رضاعت کے لیے دو برس کی عمر ہونی ضروری ہے، یا پھر دودھ چھڑانے سے قبل ہو اور یہی راجح ہے " انتہی مختصرا

دیکھیں: الشرح الممتع (13 / 435 - 436).

واللہ اعلم .